THE SCHOLAR
ISLAMIC ACADEMIC RESEARCH JOURNAL
ISSN: 2413-7480 (Print)
ISSN: 2617-4308 (Online)
DOI: 10.29370/siarj
Journal home page: https://siarj.com

ضعیف حدیث کی معرفت وحجیت (تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ)

IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)

1-Shahzada Imran Ayub

Associate Professor, Dept of Islamic Studies, Division of Islamic & Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore.

Email: drhfzimran@gmail.com
ORCID ID:
https://orcid.org/0000-0002-5840-1646

2-Shams ul Arifeen

Associate Professor, Dept of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.

Email: shams.arifeen@ais.uol.edu.pk
ORCID ID:
https://orcid.org/0009-0005-8537-6983

To cite this article:
Ayub, Dr Shahzada Imran, and Dr Shams ul Arifeen. "IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 1 (June 22, 2023).

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar2

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 9, No. 1 ||July –December 2022 || P.19- 27
DOI:	10.29370/siarj/issue16urduar2
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar2
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2023-06-22

CC BY NC SA
Open Access

ضعیف حدیث کی معرفت و حجیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)

Shahzada Imran Ayub, Shams ul Arifeen

ABSTRACT

The basis of the religion of Islam is the Prophetic Hadith as well as the Holy Quran. Therefore, Allah SWT has arranged for the protection of the Holy Quran as well as the hadith of the Prophet and he created such scholars and muhaddith who worked hard day and night not only to point out the weak and fabricated traditions but also to convey authentic hadith to the Ummah. In fact, such a hadith is said to be weak, which does not meet the conditions of sahih. In terms of weakness, there are different grades and levels of weak hadith, among which the most severe is the name of "Modhoo`". It is not permissible to act on traditions with severe weakness, everyone agrees on this. The difference is whether a less weak tradition can be followed? so there are three different opinions of scholars about this; One is that weak hadith is absolutely valid, be it in terms of rules or virtues. The second opinion is completely opposite to this that a weak hadith is absolutely not valid for proof, be it in terms of rulings or virtues. The third opinion is that a weak hadith is an authority in virtues, not in rules, with a few conditions. According to me second opinion is preferable.

Keywords: Hadith, Weak, Narration, Muhadditheen, Protection, Rules, Authentic, Fabricated.

کلیدی الفاظ: حدیث، ضعیف، روایت، محدثین، تحفظ، قواعد، مستند، من گھڑت۔

اللہ تعالٰی نے اپنے دین کو لوگوں تک دو طرح سے پہنچایا ہے؛ ایک قرآن کے ذریعے اور دوسرے حدیث کے ذریعے۔ اللہ تعالٰی نے اپنے اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں یہ وضاحت موجود ہے۔ اس لیے جس طرح قرآن من و عن محفوظ ہے اسی طرح حدیث بھی اپنی اصل صورت میں محفوظ ہے۔ ان دونوں کو اپنی حقیقت سے آج تک نہ کوئی مٹا سکا ہے اور نہ ہی کوئی قیامت تک مٹا سکے گا۔ تاہم اس سے مجال انکار نہیں کہ مختلف ادوار میں مختلف بد طینت ‘ کذاب ‘ زنادقہ اور اسلام دشمن عناصر نے دین میں تحریف اور رخنہ اندازی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ایسی ایسی

روایات گھڑیں کہ جن کا عہد رسالت میں کہیں نام ونشان تک نہیں تھا۔ مگر چونکہ دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالی نے خود لیا ہے اس لیے اس نے ہر دور میں ایسے ثقہ علماء و محدثین کو پیدا فرمایا جنہوں نے کمال محنت اور عرق ریزی سے احادیث کے مجموعے سے ضعیف اور من گھڑت روایات کو الگ کر کے رکھ دیا اور سنت نبوی کو صحیح احادیث کے شفاف آئینے میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

صحیح اور ضعیف حدیث کا مختصر تعارف:

محدثین نے صحت وضعف کے لحاظ سے حدیث کو دو انواع میں تقسیم کیا ہے؛ مقبول اور مردود۔ مقبول سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں صدق کا پہلو راجح اور غالب ہو۔ اس نوع کا حکم یہ ہے کہ یہ شریعت میں حجت ہیں اور ان پر عمل واجب ہے اور مردود سے مراد وہ روایات ہیں جن میں صدق اور سچ کا پہلو غالب نہ ہو۔ ایسی روایات کا حکم یہ ہے کہ یہ حجت نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان پر عمل واجب ہوتا ہے۔ ضعیف دراصل ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات وشروط موجود ہوں اور نہ ہی حسن کی۔ جیسا کہ محدثین نے اس کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ ((هُوَ مَا لَمْ يَجْمَعْ صِفَةَ الصَّحِيحِ أَوِ الْحَسَنِ))"ہر وہ حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات موجود ہوں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔"[1]

صحیح حدیث کی صفات وشروط یہ ہیں کہ اس کے تمام راوی عادل وضابط ہوں اور وہ اپنے ہی جیسے عادل وضابط راویوں سے نقل کریں اور یہ کیفیت سند کے شروع سے آخر تک قائم رہے، نیز اس میں کوئی شذوذ یا مخفی علت بھی نہ ہو۔ حسن حدیث کی صفات یہ ہیں کہ ایسی حدیث جس کے راوی عادل مگر حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کچھ کم درجے کے ہوں اور سند آخر تک متصل ہو اور وہ شاذ یا معلول بھی نہ ہو۔ صحیح حدیث کی ایک قسم صحیح لغیرہ ہے جو درحقیقت مذکورہ حسن حدیث ہی ہوتی ہے مگر وہ مزید اس جیسی یا اس سے قوی تر اسانید کے ذریعے بھی منقول ہوتی ہے۔ اسی طرح حسن حدیث کی ایک قسم حسن لغیرہ بھی ہے جو اصل میں ضعیف روایت ہی ہوتی ہے، مگر ایک تو وہ کئی سندوں سے ثابت ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ اس کے ضعف کا باعث راوی کا فسق یا کذب نہیں ہوتا۔ مختصر لفظوں میں حسن لغیرہ وہ ضعیف حدیث ہے جو مزید ایک یا زیادہ سندوں سے ثابت ہو اور یہ دوسری سند بھی اسی جیسی یا اس سے قوی تر ہو۔ نیز اس حدیث

[1] Al-Syooti, Jalal Al-deen, Tadreeb al-Ravi fi sharh taqreeb al-nwawi, Dar Taibah, Beruit, 1431 Ah, P: 195

کے ضعف کا سبب اس کے راوی کے حفظ کی خرابی یا سند میں انقطاع یا اس کے راویوں کی جہالت سے متعلق ہو۔مذکورہ تفصیل نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ کون کون سی صفات وشرائط موجود ہوں تو حدیث صحیح یا حسن درجہ کی ہوتی ہے اور کون سی صفات موجود نہ ہوں تو حدیث ضعیف ومردود ہوتی ہے۔

ضعیف حدیث کی انواع واقسام

ضعیف حدیث کو اہل علم نے صحیح حدیث کی مختلف شرائط مفقود ہونے کے اعتبار سے مختلف انواع میں تقسیم کیا ہے' جن کا اجمالاً ذکر کچھ یوں ہے کہ اگر سند متصل نہ ہو تو ضعیف حدیث کو چھ انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ معلق، مرسل، معضل، منقطع، مدلس اور مرسل خفی۔اگر راوی عادل نہ ہوں تو ضعیف حدیث کو تین انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ موضوع، متروک، منکر۔اگر راوی ضابط نہ ہوں تو ضعیف حدیث کو چار انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ مدرج، مقلوب، مضطرب اور مصحف۔اگر روایت میں شذوذ ہو یعنی کوئی ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو ضعیف حدیث کی ایک ہی قسم ہے؛ شاذ۔اور اگر حدیث میں کوئی خفیہ علت ہو تو بھی ضعیف حدیث کی ایک ہی قسم ہے؛معلل۔واضح رہے کہ ضعیف حدیث کی سب سے قبیح قسم موضوع(یعنی من گھڑت روایت) ہے۔

ضعیف حدیث کو بیان کرنے کا حکم:

ضعیف حدیث کو آگے بیان کرنا جائز نہیں البتہ اسے صرف اس صورت میں بیان کیا جا سکتا ہے کہ اس کے ضعف کو بھی ساتھ ہی بیان کیا جائے۔تاکہ سامعین یا قارئین کو علم ہو جائے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب تو کی گئی ہے مگر ثابت نہیں۔کیونکہ اگر ضعیف حدیث کو اس کا ضعف بیان کیے بغیر ہی آگے نقل کر دیا گیا تو یقیناً ایک طرف یہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہو گا اور دوسری طرف لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ 'جو قطعاً جائز نہیں۔بلاشبہ ضعیف حدیث کو آگے بیان کرنے والا دو حالتوں سے خالی نہیں:ایک یہ کہ اسے حدیث کے ضعف کا علم ہو اور دوسرے یہ کہ اسے اس کا علم نہ ہو۔اگر اسے حدیث کے ضعیف ہونے کا علم تھا اور اس نے پھر بھی اسے اس کا ضعف واضح کیے بغیر آگے بیان کر دیا تو لازماً اس پر رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ یہ وعید صادق آئے گی ''جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹوں میں سے ایک ہے۔''[2] اور اگر اسے حدیث کے ضعیف ہونے کا علم ہی نہیں تھا تو پھر

[2] Al-Tirmazi, Abu Eisaa Muhammad bin Eisaa, Al-Jame`, Darussalam, Ryadh, 2009 AD, Hadith no: 2662

بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے گناہگار ضرور ہوگا "آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے آگے بیان کردے۔"[3]

معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حدیث کی صحت وضعف کا علم نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ بلا تحقیق اسے آگے بیان نہ کرے۔ نیز جب عام معاملات کے لیے شریعت میں تحقیق کا حکم دیا گیا ہے اور عدالت ودیانت کا اعتبار کیا گیا ہے تو دین کے معاملے میں بالاولی تحقیق وعدالت کو ملحوظ رکھنا چاہیے' جیسا کہ اللہ تعالی کے اس فرمان سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔

"اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو' ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچادو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔"[4]

لہذا حدیث بیان کرتے وقت انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے' جب تک تحقیق وتدقیق کے ذریعے کسی حدیث کی صحت کے بارے میں کامل یقین نہ ہو جائے اسے آگے بیان نہیں کرنا چاہیے' ہاں اگر کہیں ضعیف یا موضوع روایت کو بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو وہاں ساتھ ہی اس کی حالت بھی واضح کردینی چاہیے کہ یہ ضعیف ہے یا موضوع۔

ضعیف حدیث کی حجیت:

حجیتِ ضعیف حدیث کے بارے میں اہل علم کی تین آراء ہیں:

❶ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت ہے، احکام میں ہو یا فضائل میں (بشرطیکہ اس کا ضعف شدید نہ ہو اور اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل بھی نہ ہو)۔

اس موقف کے حاملین میں ائمہ اربعہ، امام ابوداود اور امام ابن ہمامؒ وغیرہ شامل ہیں۔[5] ان کے پیش نظر ایک تو امام احمدؒ کا یہ قول ہے کہ "ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔"[6] اور دوسرے یہ کہ ضعیف حدیث میں ثبوت اور عدمِ ثبوت دونوں کا ہی احتمال ہوتا ہے اور اگر اس کے مخالف کوئی دلیل نہ ملے تو ثبوت کا پہلو راجح ہو جاتا ہے لہٰذا اس پر عمل جائز ہے۔

❷ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت نہیں، احکام میں ہو یا فضائل میں۔

---

[3] Muslim bin hajjaj al-Qushairy, Sahih Muslim, Dar ul fikar, beruit, 2114 AD, Muqadma, P: 10, Abu Dawood Sulaiman bin Ashath Al-sijistani, Hadith no: 4992

[4] Al-Hujurat : 6

[5] Ibn Qayyam, Shams ud deen Muhammad bin Abu Bakar, A`laam al-muaqyeen an Rab al-Alameen, Dar ul Kutab Al-ilmyyah, Beruit, 1991 AD, Vol:1, P:31

[6] Al-Shatbi, Ibraheem bin Musaa bin Muhammad, Al-ietsaam, Dar Ibn Affan, Al-Saudia, 1992 AD, Vol:1, P:288

امام ابن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم، خطیب بغدادی، امام ابن تیمیہ، امام شاطبیؒ، امام شوکانی، علامہ احمد شاکر، شیخ البانی اور ائمہ محدثینؒ کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دینی اُمور میں یقین واذعان کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ضعیف حدیث ظن مرجوع کا فائدہ دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا ثبوت ہمیشہ دل میں کھٹکتا رہتا ہے اس لیے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ احکام اور فضائل دونوں دین ہیں لہٰذا جیسے ضعیف حدیث سے احکام ثابت نہیں ہوتے ویسے فضائل بھی نہیں ہوتے۔ تیسرے یہ کہ جب احکام وفضائل میں صحیح احادیث کا وسیع ذخیرہ موجود ہے تو پھر ضعیف احادیث کی طرف رجوع کی آخر کیا ضرورت ہے؟ اور چوتھے یہ کہ محدثین نے تحقیقِ حدیث کے جو اصول وضع کیے ہیں وہ صرف احادیثِ احکام کے لیے نہیں بلکہ احادیثِ فضائل کے لیے بھی عام ہیں۔

❸ ضعیف حدیث فضائل میں حجت ہے، احکام میں نہیں۔

یہ جمہور کی رائے ہے۔ انہوں نے فضائل میں ضعیف حدیث کے مقبول ہونے کے لیے تین شرائط مقرر کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا ضعف شدید نہ ہو۔ دوسرے وہ کسی معمول بہ اصل کے تحت ہو اور تیسرے اس پر عمل کے وقت اس کے ثبوت کا نہیں بلکہ محض احتیاط کا اعتقاد رکھا جائے۔[7] علاوہ ازیں یہاں وہ شرط بھی لاگو ہوگی کہ اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل نہ پائی جائے، جمہور نے اس شرط کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اسے الگ سے ذکر نہیں کیا۔ ان حضرات کے پیشِ نظر اُن ائمہ کے چند اقوال ہیں جنہوں نے احادیثِ احکام اور احادیثِ فضائل میں فرق کا ذکر کیا ہے جیسے امام احمدؒ کا یہ قول کہ "جب ہم رسول اللہ ﷺ سے حلال وحرام کے متعلق کچھ روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل کے متعلق روایت کرتے ہیں تو تساہل سے کام لیتے ہیں۔"[8]

دلائل وآراء کا علمی جائزہ:

ہمارے علم کے مطابق دوسری رائے قابل ترجیح ہے (ان شاءاللہ)۔ کیونکہ پہلی رائے کے قائلین نے جن دلائل کو پیش نظر رکھا ہے وہ انتہائی ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں۔ ان کی پہلی دلیل کہ "ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے" محض چند ائمہ کی طرف منسوب ہے ان سے منصوص نہیں، دوسرے یہ کہ امام احمدؒ کے اس قول "ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے" کے ساتھ اگر تیسری رائے کے تحت مذکور ان کے دوسرے قول "جب ہم حلال وحرام کے متعلق

[7] Tadreeb al-Ravi, Vol:1, P: 351
[8] Khateeb Baghdadi, Abu Bakar Ahmad bin Ali, Al-Kifaya fi Ilm Al-Riwayah, Al-Maktaba al-ilmyyah, Al-Madinah Al-Munawwarah, 1431 Ah, P: 134

روایت کرتے ہیں تو سختی کرتے ہیں..." کو بھی ملا لیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف فضائل میں تساہل بالضعیف کے قائل تھے مطلقاً نہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ محض ایک مجتہد کی رائے ہے جس میں غلطی کا امکان بھی موجود ہے۔اور چوتھے یہ کہ امام احمدؒ وغیرہ نے جو ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح والی بات کی ہے تو ان کے نزدیک ضعیف سے مراد حسن روایت تھی (جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ وغیرہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔[9]) کیونکہ اس وقت حدیث کی صرف دو ہی قسمیں بنائی جاتی تھیں؛ صحیح اور ضعیف۔اور ضعیف کی مزید دو قسمیں ہوتی تھیں، ایک "ضعیف متروک" اور دوسری "ضعیف غیر متروک"۔اس غیر متروک کو ہی بعد میں حسن کا درجہ دیا گیا۔اور حسن روایت بالاتفاق قابل حجت ہے لہٰذا یقیناً وہ قیاس ورائے سے بہتر ہی ہے۔علاوہ ازیں ان حضرات کی دوسری دلیل کہ "ضعیف حدیث میں ثبوت کا بھی احتمال ہوتا ہے" اس لیے درست نہیں کیونکہ دینی اُمور میں قطعیت اور یقین کی ضرورت ہے محض احتمالی اشیا سے دین ثابت نہیں ہوتا۔

یہ پہلی رائے کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ تھا، ان کے علاوہ تیسری رائے کے قائلین نے جو دلیل پیش نظر رکھی ہے (کہ احادیثِ احکام میں سختی اور احادیثِ فضائل میں تساہل) وہ بھی کوئی کتاب وسنت کی نص نہیں بلکہ محض ائمہ و مجتہدین کے چند اقوال ہی ہیں جن میں غلطی کا امکان بہر حال موجود ہے۔دوسرے یہ کہ ائمہ کے اس قول کا صرف وہی مفہوم نہیں جو مجوزین نے لیا ہے بلکہ کچھ اور مفاہیم بھی ہیں جیسے کہ ایک مفہوم یہ ہے کہ اصل عمل کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو، پھر اس عمل کی فضیلت میں کوئی ضعیف حدیث وارد ہو تو تب اسے لیا جا سکتا ہے، بذات خود اس ضعیف روایت سے کسی عمل کا استحباب یا وجوب ثابت نہیں کیا جا سکتا (جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ اور امام شاطبیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔[10]) دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عقائد واحکام کے علاوہ ضعیف حدیث کی روایت جائز ہے اس پر عمل نہیں (جیسا کہ یہ بات شیخ معلمی اور ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی نے ذکر فرمائی ہے۔[11]) اور تیسرا مفہوم یہ ہے کہ احادیثِ فضائل کو سند سمیت ذکر کر دیا جائے

---

[9] Ibn Taimyya, Taqiudeen Abu Al-Abbas Ahmad bin Abd ul Haleem, Minhaj al-sunnah al-nabawiyyah fi naqdh kalam al-sheea al-qadaryyah, Jamia al-imam Muhammad bin Saud al-islamia, 1986 AD, Vol:2, P: 191

[10] Ibn Taimyya, Taqiudeen Abu Al-Abbas Ahmad bin Abd ul Haleem, Qayda Jalilah fi al-Tawassul Wal waseelah, Maktaba al-Furqan, Ajman, 2001 AD, P : 82, Al-Etsam by Shatbi, Vol:1, P:231

[11] Al-Mulami, Abdurrahman bin Yahya bin Ali, Al-Anwar Al-Kashifa Lima fi kitab "Adhwaa Ala al-sunnah, min al-zulal wal tadhleel wal mujazfah, Alam al-kitab

تاکہ سند دیکھ کر لوگ ان کے ضعف کو جان لیں (جیساکہ شیخ البانیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے[12])۔

علاوہ ازیں جمہور نے فضائل میں عمل بالضعیف کی جو شرائط ذکر کی ہیں ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ پہلی شرط کہ ''ضعف شدید نہ ہو'' اس بات کی متقاضی ہے کہ قلیل الضعف اور شدید الضعف میں تمیز کی جائے، پھر قلیل الضعف میں سے احادیثِ فضائل کو احادیثِ احکام وعقائد سے الگ کیا جائے اور پھر فضائل کی قلیل الضعف احادیث پر قبولِ ضعیف کی بقیہ شروط کے انطباق کی کوشش کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ فن حدیث کا ماہر بھی بعض اوقات یہ کام نہیں کرپاتا تو پھر عوام سے اس کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟

دوسری شرط کہ ''ضعیف حدیث کسی معمول بہ اصل کے تحت ہو'' اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عمل اصل پر ہوگا ضعیف حدیث پر نہیں تو پھر ضعیف کا ہونا یانہ ہونا برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ ضعیف حدیث میں موجود حکم کی عمومی اصل تو ثابت ہے لیکن اس ضعیف حدیث میں اس کی تخصیص، تقیید یا اضافہ وغیرہ موجود ہے تو اس زائد صفت کو اس لیے قبول کیا جائے گا کیونکہ اس کی اصل ثابت ہے۔ یہ بات بھی محل نظر ہے کیونکہ عبادات توقیفی ہیں، لہٰذا اگر کوئی عبادت اجمالی طور پر ثابت ہے تو اس کا حکم اجمالی ہی ہوگا ضعیف حدیث سے اس کی تفصیل ثابت نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے صحیح وثابت نص کی ہی ضرورت ہوگی جیسے اگر نفل نماز کسی بھی وقت پڑھنا ثابت ہے اور کسی ضعیف حدیث میں پندرہ شعبان کی رات نفل نماز کی فضیلت وارد ہوئی ہے تو اس روایت کی وجہ سے اس رات کو نفل نماز کے لیے خاص نہیں کیا جائے گا کیونکہ کسی بھی عبادت کا وقت، جگہ، کیفیت یا مقدار وغیرہ کی تخصیص نص صحیح کے بغیر ممکن نہیں اور بلاشبہ غیر ثابت روایت کے ذریعے کسی عبادت کی تخصیص دین میں ایجادِ بدعات کے مترادف ہے۔

تیسری شرط کہ ''اس پر عمل کے وقت احتیاط کا عقیدہ رکھا جائے ثبوت کا نہیں'' اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان کسی دینی مسئلہ پر عمل بھی کرے اور یہ عقیدہ بھی رکھے کہ یہ دین میں ثابت نہیں، تو پھر ایسے مسئلے پر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ نیز احتیاط کا تقاضا یہ نہیں کہ کسی غیر ثابت امر پر عمل کیا جائے بلکہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صرف صحیح وثابت اُمور کو ہی اپنایا جائے اور مشکوک ومشتبہ اشیاء سے اجتناب کیا جائے جیساکہ فرمانِ نبوی بھی ہے کہ

Beruit, 1986 AD, P: 87, Al-Azami, Muhammad Zia ul Rahman, Dirasaat fi al-jarh wal tadeel, Maktaba al-ghurabaa al-tharyyah, Al-Saudia, 1995 AD, P: 229

12 Al-Albani, Abu Abdurrahman Muhammad Nasir ul Deen, Sahih Al-Jame Al-Sagheer Wa ziadatuhu, Al-Maktab Al-Islami Beruit, 1431 Ah, Muqadma, Vol:1, P:52

"شک والے کام چھوڑ کر ایسے کام اپناؤ جن میں شک نہ ہو۔"[13]

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ استدلال بالضعیف کے حوالے سے یہ خیال کرنا کہ اگر اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل موجود نہیں تو گویا اس حدیث میں وارد حکم مسکوت عنہ ہے اور جب وہ حکم مسکوت عنہ ہے اور اس کے مخالف بھی کچھ ثابت نہیں تو اسے تسلیم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ایک باطل خیال اور اس شرعی قاعدہ کے خلاف ہے کہ "عبادات میں اصل حرمت و ممانعت ہے" یعنی صرف وہی کام بطورِ عبادت بجالایا جاسکتا ہے جو کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو اور کوئی بھی غیر ثابت کام بطورِ عبادت بجالانا ہی بدعت ہے۔

قابل ترجیح رائے:

راقم کے علم کے مطابق مطلقاً ضعیف حدیث پر عمل کے قائلین اور صرف فضائل میں استدلال بالضعیف کے قائلین (دونوں) کا موقف مرجوح ہے جبکہ قابل ترجیح موقف یہ ہے کہ ضعیف حدیث نہ تو احکام میں حجت ہے اور نہ ہی فضائل میں۔ اس موقف کو ترجیح دینے کی چند وجوہ یہ ہیں کہ دینی اُمور میں یقین وقطعیت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ضعیف حدیث بالاتفاق ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت میں حدیث کی تحقیق و تفتیش کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مشکوک و مشتبہ حدیث کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت سے روکا گیا ہے جیسا کہ کئی ایک فرامینِ نبویہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ "جس نے کوئی جھوٹی بات میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے" وغیرہ وغیرہ۔[14] تیسرے یہ کہ شریعت میں فضائل کا کم از کم درجہ استحباب کا ہے اور استحباب شریعت کے احکامِ خمسہ میں سے ایک حکم ہے اور کوئی بھی شرعی حکم کسی صحیح دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ چوتھے یہ کہ ذخیرۂ حدیث میں عقائد واحکام کے علاوہ فضائل سے متعلق بھی وافر مقدار میں احادیث موجود ہیں جو ہر شعبۂ زندگی کے متعلق کامل رہنمائی کے لیے کافی ہیں تو پھر غیر ثابت روایات کا سہارا لینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟۔ نیز یہاں اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی ضروری ہے کہ جب فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کی گنجائش دی گئی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ گنجائش فضائل تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ

---

[13] Jame Al-Tirmazi, Hadith no : 2518, Al-Nasani, Abu Abdurrahman Ahmad bin Shuaib, Al-Sunan, Maktab Al-Matboaat al-Islamia, Halb, 1986 AD, Hadith no: 5398

[14] Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Islamil, Al-Jame Al-Sahih, Darussalam, Ryadh, 2005 AD, Hadith no: 110, Sahih Muslim, Hadith no: 3, Ibn abi Shaibah, Abu Bakar Abdullah bin Muhammad, Maktaba al-Rushd, Ryadh, 1409 Ah, Vol:8, P:762

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 || January-June 2023 || P. 19-27
https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar2

احکام تک بھی تجاوز کر گئی اور رفتہ رفتہ بہت سے مسائل کی بنیاد ضعیف احادیث پر رکھتے ہوئے انہیں شرعی احکام کا درجہ دے دیا گیا اور آج عوام الناس کی اکثریت انہیں سنت سمجھتے ہوئے ہی کر رہی ہے۔اب غور فرمائیے کہ جب بعض متقدم ائمہ اور دیگر بزرگانِ دین ضعیف حدیث پر عمل کی شرائط کی پابندی نہیں کر سکے تو عوام سے ان شرائط کی پابندی کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے ؟لہٰذا ضعیف احادیث سے احکام وعقائد کے ساتھ ساتھ فضائل میں بھی اجتناب ہی بہتر ہے.

خلاصہ بحث:

دین اسلام کی بنیاد قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی کی حفاظت کا بھی اہتمام فرمایا اور ایسے علماو محدثین کو پیدا فرمایا جنھوں نے شبانہ روز محنت سے نہ صرف ضعیف اور من گھڑت روایات کی نشاندہی کی بلکہ مستند سرمایہ حدیث بھی امت تک پہنچایا۔ ضعیف دراصل ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جو صحیح کی شرائط پر پوری نہ اتر سکے یا جس میں صحیح کی کوئی صفت یا شرط مفقود ہو۔ ضعف کے اعتبار سے ضعیف حدیث کے مختلف مراتب و درجات ہیں، جن میں سب سے سخت ضعیف کا نام "موضوع" ہے۔ شدید ضعف والی روایات پر عمل کسی صورت میں بھی جائز نہیں،اس پر سب کا اتفاق ہے۔اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا کم ضعف والی روایات پر عمل کیا جا سکتا ہے ؟ تو اس بارے میں علما کی تین مختلف آراء ہیں؛ایک یہ کہ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت ہے،احکام میں ہو یا فضائل میں۔ دوسری رائے اس کے بالکل برعکس ہے کہ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت نہیں،احکام میں ہو یا فضائل میں۔ تیسری رائے یہ ہے کہ ضعیف حدیث چند شرائط کے ساتھ فضائل میں حجت ہے،احکام میں نہیں۔ راقم کی رائے کے مطابق دوسری رائے قابل ترجیح ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-Share Alike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)